قال اللہ تعالیٰ واحل اللہ البیع وحرم الربوٰ

تالیف لطیف عالم علوم معقول ومنقول ماہر فنون فروع واصول معدن اسرار
معرفت وحقیقت مخزن اصول شریعت حضرت مولینا مولوی محمد اشرفعلی صاحب

ادام اللہ تعالیٰ مدظلہم

صفائی معاملات

جناب مولوی محمد یحییٰ صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور نے بغرض افادۂ
عوام وبہبود انام وہدایت کافہ مسلمین ورہنمائے اہل دین متین

خیرخواہ سرکار پریس سہارنپور میں باہتمام میر حشمت حسین پرنٹر طبع شد

فہرست مضامین

مضمون		مضمون





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی ارسل الینا الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبًا عندهم فی التوراته والانجیل یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم اللهم اجعلنا من الذین اٰمنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولٰئک هم المفلحون۔ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین یھدون بالحق وبہ یعدلون ؕ

اما بعد نصوص صریحہ سے ثابت ہے کہ منجملہ اجزاء دین کے تصحیح معاملات بھی ہے بلکہ بعض اعتبار سے یہ اہم الاجزاء ہے۔ مگر ہمارے زمانہ میں سب سے کوتاہی اور بے اتفاقی اس مقدمہ میں واقع ہو رہی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ جو صورتیں اس وقت کثیر الوقوع ہیں ان کے احکام مختصر اور سلیس عبارت میں جمع کر دیے جاویں تاکہ علم باعث عمل ہو۔ ومن اللہ التوفیق والاعانۃ

خرید فروخت کا بیان

مسئلہ آج کل عام رواج ہے کہ نرخ ٹھیرا کر خریدنے والا دام دیدیتا ہے اور بیچنے والا چیز دیدیتا ہے۔ مگر زبان سے ایجاب وقبول نہیں ہوتا یہ بیع درست ہے۔

مسئلہ جو شخص کوئی گھر فروخت کرے تو اس کی دیوار چھت سب بیع میں داخل ہوجاوینگی گو ان چیزوں کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا جاوے اسی طرح جس شخص نے کوئی زمین بیچی تو اس میں جسقدر درخت کھڑے ہیں خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے پھل دار ہوں یا بے پھل کے سب بیع میں آجاویں گے۔ اگرچہ تصریحاً اُن کا نام نہ لیا البتہ اگر صریح الفاظ سے کہدے کہ گھر کی دیواریں یا چھت یا زمین کے درختوں کو ہم بیع نہیں کرتے۔ اس صورت میں بیع میں داخل نہوں گے صرف زمین فروخت میں رہیگی

مسئلہ اگر ایک درخت فروخت کیا جس میں پھل لگ رہا ہے تو اگر فروخت میں پھل کا بھی ذکر کیا ہو تب تو بیع میں داخل ہوکر خریدار کا ہوجاویگا اور اگر اس کا نام نہیں لیا تو بدستور بیچنے والے کا رہیگا۔ اسی طرح جس زمین میں کھیتی کھڑی ہے اور وہ زمین فروخت کردی تو اگر بیع میں تصریحاً کھیتی کا بھی نام لیا گیا تب تو وہ بھی بک جاویگی۔ اور اگر اس کا کچھ ذکر نہیں کیا تو وہ بیچنے والے کی رہیگی البتہ اس صورت میں بائع سے کہا جاویگا کہ اپنا پھل اور کھیتی کاٹکر زمین خالی کرکے سپرد کرو

مسئلہ جب تک درخت پر پھل نہ آجاوے اُس وقت تک اُس کے پھل کا بیچنا درست نہیں یعنی یہ بیع بالکل باطل ہے

مسئلہ اور جب پھل نکل آوے اُس کا بیچنا درست ہے۔ مگر یہ شرط ٹھیرانا کہ ابھی پھل نہ اُتارا جاویگا۔ یا اس کا رواج ہونا جیسا ہمارے ملک میں ہے اس بیع کو فاسد کردیتا ہے۔

البتہ جہاں دونوں امر ہوں وہاں درخت پر باجازت مالک درخت کے چھوڑ دینا جائز ہے لیکن اگر بعد بیچنے کے ان درختوں پر اور بھی پھل نکلا تو وہ نیا پھل حق بائع کا ہو اور پہلا پھل حق مشتری کا اس لئے یہ صورت بھی خلجان کی ہے پس یا تو ایسے وقت خریدے کہ تمام پھل آچکے یا یہ حیلہ کرے کہ پورے درخت خریدے تاکہ نیا پھل بھی اسی خریدار کا ہو اور بعد ختم ہونے فصل کے اصل درخت۔ مالک کو واپس کردے اور اس کے مقابلہ میں جو قیمت ٹھیری ہو وہ اس سے واپس کرلے **مسئلہ** اور اگر وقت خرید پھل تمام نکل چکا لیکن ابھی چھوٹا ہے اور بڑھنا باقی ہے تو مثل مسئلہ بالا کے بیع تو درست ہوگئی لیکن درخت پر پھل کا چھوڑنا اگر مشروط یا معروف ہو عقد کا فاسد کرنیوالا ہے البتہ بلا شرط اور بلا عرف اگر مالک کی اجازت سے ہو جائز ہے لیکن مالک جب چاہے اپنی اجازت سے رجوع کر سکتا ہے مشتری کو بے چون وچرا پھل اُتارنا واجب ہوگا **مسئلہ** اگر پھل بڑھ بھی چکا مگر صرف پختہ ہونا باقی ہے تو بقول امام محمدؒ اس وقت یہ شرط ٹھیرانا بھی جائز ہے کہ تا پختگی درخت پر رہنے دیں گے اور کفایہ میں ہے کہ امام محمدؒ کے قول پر فتوی ہے اور اگر شرط نہ ٹھیرے ویسے ہی اجازت ہو جائے تو یہ بلا اختلاف جائز ہے ہمارے دیار کے لوگ اگر ایسے وقت بیچا کریں تو امام محمدؒ کے مذہب پر معصیت سے محفوظ رہیں **مسئلہ** خربوزہ تربوز وغیرہ کا حکم بھی مثل پھلوں کے ہے اگر خرید کے وقت کل پھل نہ نکلا ہو بلکہ کچھ پھل بعد خرید کے نکلے بیع فاسد ہو جاویگی اسکی تدبیر یہ ہے کہ صرف پھل نہ خریدے بلکہ مع بیلوں اور جڑ کے خرید کرے تو جو کچھ پیدا ہوگا یا بڑھیگا خریدار کا ہوگا۔ ایسا ہی حکم اور تدبیر ہے دوسری ترکاریوں میں جیسے بینگن بھی وغیرہ **مسئلہ** اکثر لوگ زراعت خام خوید کے واسطے خرید لیتے ہیں یہ جائز ہے مگر بعد کاٹ لینے یا جانور کے چرلینے کے جو کچھ بڑھیگا وہ بائع کا ہوگا البتہ اگر مع جڑ کے

خرید کرے جیسا اوپر کے مسئلہ میں بیان کیا گیا تب تمام پیداوار دوبارہ کی بھی اسی مشتری کی ملک ہے۔ مگر ان دونوں مسئلوں میں بائع کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے اس کی تدبیر یہ ہے کہ اگر بائع کی اجازت پر اطمینان نہو تو اس زمین کو ایک مدت معین کے لئے کرایہ پر لے اس مدت میں اس کی تمام کارروائی ہو جائیگی **مسئلہ** بیع فاسد سے شئے مبیعہ میں جو حرمت و خباثت آجاتی ہے وہ صرف مشتری اول کیلئے ہے اُس کو واجب ہے کہ اس بیع کو فسخ کرے اور جو شخص اس مشتری سے آئندہ خریدے یا یہ مشتری اس کو بطور ہدیہ کے دے اس کو حلال ہے اور بیع باطل سے جو حرمت آتی ہے وہ کبھی زائل نہیں ہوتی۔ جہانتک اس کے لینے دینے کا سلسلہ پہنچے گا سب کیلئے وہ شے حرام رہیگی پس یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دام دینے سے حلال ہوگئی محض غلط ہے **مسئلہ** اگر باغ کا پھل فروخت کیا مگر ایک مقدار خاص پھل کی خواہ شمار کے حساب سے یا وزن کے حساب سے بیع سے مستثنے کرلی جس کو ہمارے اضلاع میں جنس کہا کرتے ہیں یہ جائز ہے مگر اس میں قرارداد ایسے طور پر ہونا چاہیے کہ باہم تکرار و منازعت نہو

خیار شرط یعنی جاکڑ کا بیان

مسئلہ بعض اوقات بیع ناتمام رہا کرتی ہے۔ اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف قیمت دریافت کرکے دیکھنے دکھلانے کیلئے لیجاوے اور خریداری واقع نہوا اسکو قبض علے سوم الشرا کہتے ہیں اسمیں اگر وہ شے مشتری کے پاس ضائع ہو جاوے تو بازار کی قیمت دینی پڑیگی ٹھیرائی ہوئی قیمت کا اعتبار نہیں اور اگر وہ شے مثلی ہے یعنی اُس کا مثل کامل ملسکتا ہے تو وہ مثل دینا پڑیگا جیسے گیہوں چاول کہ دوسرا گیہوں چاول اس کا مثل ہے دوسری صورت یہ کہ

بیع تو ٹھہر چکی یعنی بائع نے بیچدیا اور مشتری نے خرید لیا مگر بعد بیع کے بائع نے یا مشتری نے کہا کہ باوجود بیع ہوجانیکے مجھکو ایک روز یا دو روز یا حد تین روز تک اختیار رہوگا خواہ اس بیع کو باقی رکھا جاوے خواہ توڑ دیا جاوے اس کو خیار شرط کہتے ہیں یہ بھی جائز ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مدت اختیار میں بیع کو توڑ دیا تو ٹوٹ جائیگی اور اگر جائز رکھا یا سکوت کیا اور وہ مدت گذر گئی تو بیع قطعی ہوجاویگی اب بدون رضامندی طرفین واپسی نہیں ہوسکتی اور اگر مدت اختیار کی اندر وہ چیز مشتری کے پاس ضائع ہوگئی یا ٹوٹ پھوٹ گئی تو اس کا بدلہ مشتری پر واجب ہوگا مگر اسمیں یہ تفصیل ہے کہ اگر اختیار مشتری کا تھا تب تو ٹھیرائی ہوئی قیمت دینی پڑیگی اور اگر اختیار بائع کا تھا تو بازار کی قیمت یا اُس شے مبیع کی مثل چیز واجب ہوگی جیسا قبض علے سوم الشرا میں تھا **مسئلہ** خیار شرط میں اگر بیع کو قایم رکھنا منظور ہو تو طرف ثانی کو اطلاع دینا ضرور نہیں بس مدت گزر جانے سے بیع قطعی ہوجاویگی اور اگر بیع کو توڑنا منظور ہو تو طرف ثانی کو اطلاع دینا مدت مقررہ کے اندر ضروری ہے ورنہ بیع بحال رہیگی **مسئلہ** جس شخص کے لئے اختیار ٹھیرا ہے اگر وہ مدت مقررہ کے اندر مر جاوے تو بیع قطعی ہوجاویگی۔ اس کے وارثوں کو بیع توڑنے کا اختیار حاصل نہوگا **مسئلہ** اگر مشتری و بائع کے سوا کسی تیسرے شخص کی رائے پر منظوری و نامنظوری بیع کی رکھی جاوے یہ بھی جائز ہے *

شے مبیع میں عیب نکلنے کا بیان

حدیث۱ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کوئی چیز عیب دار بیچے اور اس عیب کو بیان نہ کرے تو وہ شخص ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے غضب میں رہیگا یا یوں فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے رہیں گے **مسئلہ** اگر بعد خریدنے کے خریدار کو کسی عیب پر

اطلاع ہوئی تو اُس کو اختیار ہے خواہ رکھے خواہ واپس کردے البتہ اگر بیچنے کے وقت بائع نے یوں کہدیا کہ اسمیں جو کچھ عیب ہو میں اُس کا ذمہ دار نہیں ہوں خواہ تم خریدو یا نہ خریدو اور اور اسپر بھی خریدار رضامند ہو گیا۔ پھر خواہ کچھ ہی عیب اس میں نکلے واپسی کا اختیار نہوگا اگرچہ عیبوں کا الگ الگ نام نہ لیا جائے +

بیع باطل اور فاسد کا بیان

مسئلہ بعض جگہ دستور ہے کہ تالاب یا دریا کا ٹھیکہ ماہی گیروں کو دیدیا جاتا ہے اور دوسروں کو اس میں سے مچھلیاں نہیں پکڑنے دیتے یہ بالکل حرام ہے اور ایسی بیع بالکل درست نہیں محض باطل ہے پس نہ وہ قیمت زمیندار کو حلال ہوگی نہ ٹھیکہ داروں کو جائز ہوگا کہ دوسروں کو مچھلیاں پکڑنے سے منع کریں بلکہ سب کو مچھلیاں پکڑنے کا شرعاً حق حاصل رہیگا۔ البتہ وہ ٹھیکہ دار اُس میں سے پکڑ کر جو فروخت کریگا چونکہ پکڑنے سے اس کی ملک میں داخل ہوگئی یہ بیع درست ہوگی لیکن اگر کسی غیر نے مچھلیاں پکڑلیں اور ٹھیکہ دار نے اُس سے چھین کر فروخت کیں نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ خریدنا درست ہے جس کو حال معلوم ہو **مسئلہ** اسی طرح کھڑی ہوئی گھاس بیچنا درست نہیں البتہ اگر اُس شخص نے خاص گھاس جمنے کی نیت سے اپنی زمین کو جمنے سے پہلے پانی دیا ہو اور اُس کا اہتمام کیا ہو تو حسب روایت ذخیرہ ومحیط اس وقت وہ گھاس اسکی ملک میں داخل ہوگی اور بیع بھی درست ہوگی اور جس قدر خودرو نباتات غیر تنہ دار ہیں سب کا یہی حکم ہے اور جو درخت تنہ دار ہے جیسے شیشم کیکر ڈھاک اگرچہ خودرو ہو بقول امام محمدؒ اس کا یہ حکم نہیں ہے بلکہ اس کا بیچنا درست ہے پس اکثر جگہ جو رواج ہے کہ زمیندار لوگ کھڑی گھاس بیچ ڈالتے ہیں یا دوسروں کو اس زمین میں سے گھاس کاٹنے سے منع کرتے ہیں یا رعایا سے

چرائی کا بکرا لیتے ہیں یہ ظلم ہے مسئلہ بعض لوگ جب سنتے ہیں کہ خودرو گھاس وغیرہ مملوک نہیں اور اس کا بیچنا درست نہیں تو وہ لوگ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ اگر گھاس ہماری مملوک نہیں تو زمین تو ہماری مملوک ہے ہم اپنی زمین میں دوسرے شخص کو نہیں آنے دیتے ہمکو اختیار ہے اور اس حیلے سے گھاس روکتے ہیں سو سمجھ لینا چاہئے کہ ایسی صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اپنی زمین میں کسی کو نہ آنے دے تو خود گھاس چھیل کر اس شخص کو دینا چاہئے البتہ اگر دوسری پاس کی زمین سے اس کا کام چل سکے تو روکنا جائز ہے اور اگر وہ بھی روکے تو اس ظلم کے گناہ میں سب شریک ہونگے مسئلہ مردار کا کچا چمڑا اگر تازہ ہو تو اس کا بیچنا درست نہیں اور اگر خشک ہو گیا ہو تو اس کا بیچنا درست ہے کیونکہ خشک ہو جانا دباغت ہی ہے یہی حکم ہے مردار کی ہڈی اور بال وغیرہ کا مگر آدمی اور خنزیر کی کھال وغیرہ کی بیع درست نہیں مسئلہ بعض لوگ کوئی چیز مثلاً گائے بیل یا اور کچھ ایک معین قیمت سے خرید کرتے ہیں اور جب قیمت ادا نہیں ہو سکتی تو بائع کے ہاتھ اس چیز کو کچھ کم قیمت میں بیچ ڈالتے ہیں یہ جائز نہیں البتہ اگر ایسی ضرورت پیش آوے تو اس کا حیلہ یوں ہو سکتا ہے کہ اصل بائع تھوڑی دیر کیلئے بقدر قیمت معینہ سابق کے روپیہ بطور قرض دیدے اور مشتری اسی روپے کو اصل قیمت میں ادا کردے اسکے بعد وہ چیز کم قیمت میں بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے اور جو باقی رہے وہ اسکے ذمہ قرض رہیگا مسئلہ اگر ایک مکان اس شرط پر فروخت کیا کہ ایک مہینے تک مثلاً خالی نہ کیا جاویگا بلکہ بائع اپنے قبضہ میں رکھیگا یہ شرط فاسد ہے اور اس سے بیع بھی فاسد ہو جاویگی البتہ اگر بیع میں یہ شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ بیع بلا شرط ہے اور بعد بیع کے مشتری نے بخوشی بائع کو اجازت رہنے کی دیدی یہ درست ہے اسی طرح جتنی شرطیں خلاف مقتضائے معاملے کے ہوں سب کا یہی حکم ہے مسئلہ بعض لوگ صرف خریداروں کو دھوکا دینے کی غرض سے

بہوٹ موٹ خریدار بنجاتے ہیں اور دام بڑھاکر کر دیتے ہیں تاکہ ناواقف پھنس جاوے یہ فعل حرام ہے **مسئلہ** دو شخص باہم کسی سودے میں باہم گفتگو کر رہے ہیں دوسرے شخص کو جائز نہیں کہ اگر زیادہ قیمت لگا وے کہ ان کا سودا بگاڑ کر خرید لے البتہ اگر ہنوز رضامندی نہیں ہوئی تو قیمت بڑھا دینا جائز ہے جیسا نیلام میں ہوتا ہے **مسئلہ** بعضے لوگ جمع ہو کر کسی چیز پر چٹھیاں ڈالتے ہیں اور چندہ کر کے مالک کو قیمت ادا کر دیتے ہیں پھر جس کا نام نکل آئے وہ چیز اسکی ہو جاتی ہے اور دوسروں کے نام سب برباد جاتے ہیں یہ حرام اور جوا ہے۔ **مسئلہ** آجکل بہت سی نئی نئی تجارتیں ایجاد ہوئی ہیں جان بیمہ اور شادی فنڈ وغیرہ چونکہ اکثر اُس میں ربوا اور قمار ہے اس لئے اُس میں شرکت کرنا حرام ہے۔ البتہ اگر علمائے دیندار کی تحقیق سے کوئی صورت جائز ہو تو مضائقہ نہیں **مسئلہ** بعد اذان جمعہ کے خرید فروخت کرنا ممنوع ہے۔

مرابحہ یعنی نفع پر بیچنا اور تولیہ یعنی برابر داموں پر بیچنا

مسئلہ اس میں جتنا خرچ پڑا ہے اُس کا جوڑ لینا اصل داموں میں درست ہے مگر یوں نہ کہے کہ اتنے کو خرید کیا ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہوگا بلکہ یوں کہدے کہ اصل اور خرچ سب ملا کر اسقدر ہے **مسئلہ** بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ مال ایک جگہ سے خرید کر اپنے گھر میں بیوی یا کسی اولاد یا ملازم کے ہاتھ فرضی بیع کر ڈالتے ہیں اور پھر اسی سے یا اُس نے جس کے ہاتھ اسی طرح بیع کیا ہو زیادہ قیمت پر خرید لیتے ہیں تاکہ نفع پر بیچنے کے وقت قسم کھانے کی گنجایش ہو کہ ہمنے اتنے کو خریدا ہے یہ فعل بالکل حرام اور سخت دھوکہ ہے کیونکہ خریدار اصل خرید کو دریافت کرتا ہے اور اسکے بتلانے کیوقت یہی سمجھتا ہے ۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ بعض لوگ استحکام وعدہ بیع کیلئے ایک آدھ روپیہ پیشگی دیجاتے ہیں اور اُس کو بیعانہ کہتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے خریدار کی جانب سے وعدہ خلافی پیش آوے تو بائع وہ روپیہ واپس نہیں دیتا یہ کسی طرح درست نہیں گو وعدہ خلافی بلاوجہ بُری بات ہے مگر اس کا روپیہ مار لینے کا کوئی حق نہیں مسئلہ بعض لوگ اس شرط سے بیعانہ لیتے ہیں کہ اگر اس سے زائد قیمت دینے والا نہ آیا تب تو یہ چیز تمہاری رہی ورنہ تمکو بیعانہ واپس کر کے اس شخص کو یہ چیز دیدی جاویگی تو اسمیں تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ معاہدہ مذکورہ بطور وعدہ بیع کے ہو بیع نہو تب تو اس معاہدہ کے یہ معنے ہونگے کہ ابھی تمہارے ہاتھ فروخت نہیں کرتے بلکہ انتظار دوسرے خریدار کا کرتے ہیں اگر اس نے زیادہ قیمت دی اسکے ہاتھ فروخت کردینگے ورنہ اسقدر قیمت پر تمہارے ہاتھ فروخت کردینگے۔ اس طرح یہ معاملہ درست ہی لیکن چونکہ مان لیا گیا ہی کہ ابھی بیع نہیں ہوئی اس لئے بائع اور مشتری دونوں اس معاہدہ کی تکمیل نہ کرنے کے مختار ہیں کوئی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا۔ مثلاً اگر کوئی زیادہ کا خریدار نہ آیا اور مشتری نے بھی نہ لینا چاہا تو بیعانہ واپس کردینا واجب ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہی کہ سردست بیع ہوگئی مگر قطعی نہیں ہوئی بلکہ خیار شرط کے طور پر ہوئی یہ بھی جایز ہے مگر اس میں تمام احکام بیع خیار کے جاری ہونگے جس کا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہی تیسری صورت یہ ہی کہ بیع قطعی ہوگئی پھر اسمیں وہ شرط مذکور لگائی سو چونکہ یہ شرط فاسد ہی اس لئے یہ بیع نادرست ہوگی مسئلہ اکثر لوگ ادھار سودا لینے والے کو گراں دیتے ہیں مثلاً نقد قیمت دینے والوں کو روپیہ کا بیس سیر غلہ دیتے ہیں اور جو شخص ہفتہ دو ہفتہ کے بعد قیمت دیگا اس کو اٹھارہ سیر مثلاً دیتے ہیں یہ جائز ہے

اُس کا کچھ مضائقہ نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اوّل اسکی صفائی کرلیجاوے کہ قیمت نقد
ملیگی یا اُدھار اور اگر ملتوی بیع کردیا اور بیع کرنے کیساتھ یہ کہا کہ تم یہ سودا لئے تو جاتے ہو
اگر ابھی قیمت دیجاؤگے تو ایک روپیہ ورنہ سوا روپیہ یہ البتہ جائز نہیں **مسئلہ** اپنے مال کا
اختیار ہی جس قدر نفع چاہیں اسمیں حاصل کریں اگر ایک پیسہ کی چیز سو روپیے کو فروخت
کریں اجازت ہے بشرطیکہ خریدار سے کوئی دہوکہ بازی نہ کریں صاف کہدیں کہ میں اتنے کو
فروخت کرونگا خواہ لو یا نہ لو۔ البتہ اگر نفع پر فروخت کرنیکا معاہدہ ہوا ہے یا ایک شخص نے
بذریعہ اشتہار زبانی یا تحریری اعلان کر رکھا ہی کہ میری دوکان میں ایک آنہ نفع پر مال ملا کریگا
ان دونوں صورتوں میں زیادہ نفع لینا دہوکا اور حرام ہی **مسئلہ** منقولات میں سے
جو چیز خریدے جبتک کہ اپنے قبضہ میں نہ آجاوے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں پس
قبل مال پہنچنے کے صرف بیجک دکھلا کر معاملہ کرنا درست نہیں ہوگا **مسئلہ** اگر ایک نے دوسرے
کو کوئی چیز فروخت کی اور خریدار نے بجائے روپے کے پیسے دیدیے تو لے لینا جائز ہے
اسی طرح اگر باہم رضامندی ہوجاوے کہ اس روپے کی جگہ فلاں کپڑا یا اسقدر غلہ ہمکو
دیدو یہ بھی جائز ہے لیکن چونکہ یہ مبادلہ ہی اس لئے ربوا کی صورتوں سے اسمیں احتیاط کرنا
چاہیے مثلاً بیس روپے کسی کے ذمے چاہئیں اور بجائے اُسکے بیس روپے کی اشرفی ادا کرنا
قرار پایا سو اس میں یہ واجب ہوگا کہ جس مجلس میں یہ تجویز قرار پائی ہی اُسی مجلس میں اشرفی
لے لیجاوے یہ نہ ہو کہ تجویز طے کرکے علیحدہ ہوجاویں پھر دوسرے موقع پر اشرفی لیجاوے
مسئلہ بعد تکمیل بیع کے اگر قیمت میں کچھ رعایت کردی جاوے خواہ بائع کی جانب سے
یعنی تخفیف کردی جاوے یا مشتری کیجانب سے یعنی بڑھا دیجاوے یہ درست ہے اسی طرح جو چیز مول
لی ہے اسمیں کچھ بیشی کردیجاوے یہ بھی جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ اکثر جگہ جو دستور ہی کہ بعد

سودا لینے کے بائع سے کچھ اور مانگ لیتے ہیں بعضے اسکو رونگا کہتے ہیں اور بعضے لیہاو لیتے ہیں اگر بائع خوشی سے دیدے کچھ مضائقہ نہیں **مسئلہ** بعضے لوگ جانوروں کو کھلانیکے لئے کچی کھیتی گیہوں یا جو وغیرہ خرید لیتے ہیں اسکو خوید کہتے ہیں تو یہ جایز ہے جیسا اوپر مذکور ہوا مگر بعضے جو یہ شرط ٹھہرا لیتے بعد کاٹنے کے بائع اُسکو دوبارہ پانی دے اور اس سے جو دوبارہ پیداوار ہوگی اسکو بھی ہم ابھی خریدتے ہیں سو اس صورت میں اوّل تو ایک جزو مبیع کا موجود نہیں دوسرے پانی دینا بائع کے ذمہ رکھا گیا ہے جو کہ شرط فاسد ہی اس لئے یہ بیع ناجائز ہے **مسئلہ** بعض جگہ بوروں میں بھرا ہوا غلہ کسی خاص نرخ سے اس طرح خریدتے ہیں کہ مع بوروں کے وزن کرلیا اور ان میں سے ایک بورا خالی وزن کرکے تمام بوروں کو ہموزن قرار دیکر حساب کرکے اُسقدر منہا کر دیا یہ جایز نہیں کیونکہ ممکن ہی کہ بوروں کے وزن میں کچھ کمی بیشی ہو اگر ایسی ضرورت ہو تو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ اس حساب سے جس قدر وزن غلہ کا قرار پایا ہی اُس وزن سے معاملہ کو تعلق نہ رکھیں بلکہ بالمقطع یہ کہدیا جاوے کہ اس مجموعہ غلہ کے یہ دام ہیں خواہ وزن میں جسقدر سمجھا گیا ہی اُسی قدر ہو یا اس سے کم و زیادہ ہو اور طرفین اسپر رضامند ہو جاویں اس طرح درست ہے **مسئلہ** بعض جگہ غلہ کھاتیوں میں بھرا ہوتا ہے صرف بیجک دکھلا کر اُسکو فروخت کر دیتے ہیں اور خریدار دوسرے کے ہاتھ اسی طرح فروخت کر دیتا ہے بعض اوقات یہ سلسلہ دور تک چلتا ہی یہ جایز نہیں لیکن دو شرط سے جایز ہوسکتا ہے اوّل یہ کہ گو اپنے حساب سے اسکو ایک خاص مقدار پر سمجھ رکھا ہی مگر معاملہ اس وزن پر نہ کریں بلکہ یوں کہیں کہ جسقدر غلہ اسمیں مدفون ہی وہ اتنے کا ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ خریدار اوّل اس کھاتی پر قبضہ کرے اور پھر وہ بھی خریدار آیندہ کے ہاتھ ان شرطوں کیموافق فروخت کرے لیکن اگر بتلائی ہوئی مقدار سے کچھ کمی بیشی نکل آئے تو کوئی جوابدہ نہیں ہے ؛

سُود کا بیان

اسکے مسایل بہت نازک ہیں اکثر لوگ باوجود نیک نیتی کے اس گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسلیے اوّل ایک قاعدہ کلیہ لکھا جاتا ہی اسکے سمجھ لینے سے سینکڑوں ہزاروں صورتوں کا حکم معلوم ہو جاویگا اسکے بعد چند فرعی مسئلے بطور تمثیل کے لکھے جاوینگے۔ اس قاعدے کیلئے اوّل ایک تمہید سمجھنا چاہیئے وہ یہ ہی کہ جن چیزوں سے معاملہ متعلق ہوتا ہے وہ تین قسم کی ہیں یا تو وزن سے ان کا لین دین ہوتا ہے یا کسی ظرف سے ناپی جاتی ہیں یا نہ تولی جاویں اور نہ کسی ظرف سے ناپی جاویں مثلاً غلہ کہیں تو لکر بیچنے کا دستور ہے کہیں برتن میں بھر کر ناپنے کا یہ چیزیں موزوں اور مکیل کہلاتی ہیں اور چاندی سونا بھی موزوں ہے گو بوجہ معین ہونے وزن سکّہ کے روپیہ اشرفی کو کوئی نہ تولتا ہو اور جو چیز گن کر بیچی جاوے یا گزوں سے ناپ کر وہ قسم سوم میں داخل ہے یعنی نہ موزوں ہے نہ مکیل۔ اس موزوں اور مکیل ہونے کی صفت کو قدر کہتے ہیں اب اس لفظ مختصر کو یاد رکھنا چاہئے دوسرا امر یہ جاننا چاہیے کہ ہر شئے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے مثلاً گیہوں کا گیہوں ہونا چاندی کا چاندی ہونا کپڑے کا کپڑا ہونا اسکو جنس کہتے ہیں یہ لفظ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اب یہ دو لفظ یاد رکھنے کے قابل ہوئے ایک قدر دوسرا جنس یہ دونوں لفظ آگے کام آئیں گے پس جن اشیاء میں مبادلہ واقع ہوتا ہی کبھی وہ قدر میں متحد اور مشترک ہوتے ہیں اور جنس میں مختلف مثلاً گیہوں اور چنا کہ قدر میں تو مشترک ہیں کیونکہ دونوں یا موزوں ہیں یا مکیل مگر جنس مختلف ہی کیونکہ ایک کی حقیقت گیہوں ہی اور دوسرے کی حقیقت چنا اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جنس میں تو اتحاد ہوتا ہے مگر قدر میں اتحاد نہیں ہوتا مثلاً تزیب تزیب کہ جنس یعنے حقیقت تو متحد ہی مگر قدر یعنی مکیل اور موزوں ہونا بالکل ندارد ہی جب قدر ہی نہیں تو اتحاد قدر کہاں۔ یا بکری بکری کہ جنس تو ایک مگر چونکہ موزوں اور مکیل نہیں اس لئے نہ قدر ہی نہ اتحاد قدر اور

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قدر بھی متحد اور جنس بھی متحد جیسے گیہوں گیہوں کہ قدر بھی ایک اور جنس بھی ایک کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نہ جنس ایک نہ قدر ایک جیسے روپیہ اور کپڑا یا روپیہ اور جانور کہ نہ جنس ایک نہ قدر ایک پس یہ اشیاء چار قسم کی نکلیں متحد القدر والجنس متحد القدر غیر متحد الجنس متحد الجنس غیر متحد القدر غیر متحد الجنس و القدر جب یہ تمہید سمجھ میں آگئی اب وہ قاعدہ سمجھنا چاہئے وہ قاعدہ یہ ہے کہ دو چیزیں متحد القدر والجنس ہوں انکے مبادلہ میں دو امر واجب ہیں ایک یہ کہ دونوں وزن یا پیمانہ میں برابر ہوں دوسرے یہ کہ دونوں دست بدست ہوں مثلاً اگر گیہوں گیہوں کا باہم بدلنا چاہیں تو نہ اسمیں کمی بیشی درست ہے یعنی ایک طرف سیر ہوں اور دوسری جانب سوا سیر یہ درست نہیں بلکہ دونوں طرف سیر سیر یا سوا سیر ہونا ضرور ہے اور نہ یہ درست ہے کہ ایک تو سر دست لیلے اور دوسرا کل یا پرسوں یا تھوڑی دیر کے بعد لے بلکہ ایک مجلس میں دونو کو اپنا اپنا حق لے لینا واجب ہے اور جو چیزیں متحد القدر غیر متحد الجنس ہوں یا متحد الجنس غیر متحد القدر ہوں ان دونوں قسموں کا حکم ایک ہے وہ یہ کہ ان میں کمی بیشی تو جائز ہے مگر ادھار جائز نہیں مثلاً گیہوں اور چنا آپس میں بدلنا چاہیں یہاں قدر ایک ہے اور جنس ایک نہیں یا بکری بکری بدلنا چاہیں یہاں جنس ایک ہے مگر قدر ایک نہیں کیونکہ قدر کہتے وزن اور کیل کو اور وہ یہاں ہے نہیں تو ان میں کمی بیشی تو جائز ہے یعنی گیہوں سیر بھر ہوں اور چنا دو سیر مثلاً یا ایک طرف ایک بکری دوسری جانب دو بکری یہ تو درست ہے مگر ایک جانب نقد اور دوسری جانب ادھار ہو یہ جائز نہیں دست بدست لین دین واجب ہے اور جو چیزیں نہ متحد القدر ہوں نہ متحد الجنس ان میں کمی بیشی بھی جائز ہے اور نقد ادھار کا فرق بھی جائز ہے مثلاً سو روپے کا گھوڑا لیا تو یہاں نہ جنس متحد ہے نہ قدر اسلئے نہ دست بدست ہونا ضرور ہے نہ برابری ہونا ضرور ہے پس اس قاعدہ کا حاصل چار قاعدے ہوئے **قاعدہ اول** اشیاء متحدۃ القدر و متحدۃ الجنس میں برابری اور دست بدست ہونا واجب ہے **قاعدہ دوم**

اسشیاء غیر متحدۃ القدر و غیر متحدۃ الجنس میں نہ برابری واجب ہے نہ دست بدست ہونا واجب ہے۔
قاعدہ سوم اشیاء متحدۃ الجنس غیر متحدۃ القدر میں دست بدست ہونا واجب ہے اور برابری ضرور نہیں **قاعدہ چہارم** اشیاء متحد القدر غیر متحدۃ الجنس میں بھی مثل قاعدہ سوم دست بدست ہونا واجب ہے اور برابری ضرور نہیں ان چاروں قاعدوں کے خلاف جب لین دین ہوگا وہ سب سود میں داخل ہے یعنی جس جگہ دست بدست ہونا واجب ہے وہاں اگر ایک جانب بھی اُدھار ہوگا سود ہو جائیگا اور جہاں برابری ضروری ہے۔ وہاں اگر کسی طرف کمی بیشی ہوگی سود ہو جائیگا۔ اور جہاں برابری اور دست بدست ہونا دونوں امر واجب ہیں وہاں اُدھار سے بھی سود ہو جائیگا اور کمی بیشی سے بھی سود ہو جائیگا۔ اب چند مسائل جزئی معلوم کرلینا چاہیے **مسئلہ** اکثر گھروں میں دستور ہے کہ گیہوں کا آٹا مکی کے آٹے سے بدل لیتے ہیں یا خود گیہوں اور مکی کا مبادلہ کرتے ہیں اگر دونوں دست بدست ہوں جائز ہے گو ایک کم ہو دوسرا زیادہ کیونکہ قدر میں دونوں متحد ہیں اور جنس میں مختلف اس لئے کمی بیشی درست ہے مگر اُدھار درست نہیں **مسئلہ** اکثر پرانے اور نئے گیہوں آپس میں بدلے جاتے ہیں سو اسکے درست ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ دونوں برابر ہوں دوسری یہ کہ دست بدست ہوں اگرچہ ایک جانب گیہوں بیش قیمت ہوں دوسری جانب کم قیمت جب بھی زیادتی کمی جائز نہیں کیونکہ یہاں جنس اور قدر دونوں متحد ہیں اسلئے نہ کمی بیشی درست ہے اور نہ اُدھار **مسئلہ** اگر کسی مقام پر بوجہ اختلاف نرخ کے ایک جنس کی چیزوں کو کمی بیشی کے ساتھ بدلنا منظور ہو مثلاً ایک شخص کے پاس بیس سیر والے گیہوں ہیں اور دوسرے کے پاس چالیس سیر والے خراب گیہوں ہیں اور ان کو باہم بدلنا چاہتے ہیں یہاں برابر بدلنے میں ایک کا نقصان ہے اور کمی بیشی بوجہ اتحاد جنس کے جائز نہیں اسکا طریقہ جواز کا یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ اپنے گیہوں بعوض روپیہ کے فروخت کردے

گو روپیہ نقد موجود نہو جب وہ روپیہ اُسکے ذمہ واجب الادا ہو جاوے اس وقت سے کہے کہ اس روپیہ
کے عوض ہمکو یہ گیہوں دیدو اور وہ اپنی رضامندی سے دیدے اس طرح درست ہو جاویگا

مسئلہ بعض اوقات مستورات گیہوں کو گیہوں کے آٹے کے عوض برابر بدلتی ہیں اور گیہوں کے ساتھ اس کی پسائی کی اجرت بھی دیدی جاتی ہے یہ جایز نہیں خواہ پسائی دیں یا نہ دیں اسی طرح گیہوں اور ستو کا مبادلہ یا آٹے اور ستو کا مبادلہ جبکہ یہ ایک ہی قسم کے غلہ سے ہوں جایز نہیں اگرچہ برابر برابر اور دست بدست ہو اس کی وجہ عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتی البتہ اگر ایسی ضرورت واقع ہو تو وہی تدبیر مذکور کی جاوے کہ سب چیز کو داموں کے عوض فروخت کر دیں پھر اُن داموں سے دوسری چیز خرید کر لیں **مسئلہ** اُدھار اس جگہ ناجایز ہے جہاں دو چیزوں میں ادلا بدلا مقصود ہو جیسے اوپر کے دو مسئلوں میں کہ گیہوں اور ٹکی یا پرانے اور نئے گیہوں میں مبادلہ واقع ہوا ہے ان میں اُدھار درست نہ ہوگا اور جہاں ادلا بدلا مقصود نہو بلکہ اپنے پاس ایک شئے کے موجود نہونے کیوجہ سے اُدھار لینے سے محض یہ مقصود ہو کہ اس وقت اپنا کام نکال لیا جاوے اور جب اپنے پاس ہوگا اسکو اس کا حق ادا کر دیں گے اس صورت میں اُدھار درست ہے مگر اس کا حکم یہ ہے کہ جیسی چیز اُدھار لی ہے ویسی ہی اور اتنی ہی ادا کر دیجاوے نہ کمی بیشی کی شرط درست ہے اور نہ دوسری جنس کا ٹھیرانا درست ہے اور نہ اچھی بُری کا فرق مقرر کرنا جایز ہے مثلاً ایک شخص کے پاس اس وقت آٹا نہیں اپنے پڑوسی سے سیر بھر آٹا قرض لے لیا سو ظاہر ہے کہ اس کو خاص مبادلہ کرنا مقصود نہیں کیونکہ اگر اس کے پاس موجود ہوتا تو وہی پکا لیتا بدلتا کیوں پھرتا بلکہ محض اسوقت کی کارروائی مقصود ہے اور جب اسکے پاس ہوگا اس کا آٹا ادا کر دیگا اس میں کوئی مضائقہ نہیں مگر قرض لینے کیوقت یہ شرط ٹھیرانا درست نہ ہوگا کہ سیر بھر کا سوا

دینگے یا اس سے عمدہ آٹا دینگے یا گیہوں کا لیتے ہیں گھی یا چنے کا دینگے اگر ایسی شرط ٹھیرا دینگے تو یہ سود ہو جاویگا کیونکہ مبادلہ مقصود ہو گیا اور جواز مبادلہ کے شرائط یہاں مفقود ہیں البتہ اگر محض رعایت کرکے جیسا لیا تھا اس سے اچھا ادا کر دیا یا دوسرے شخص نے رعایت کرکے اس سے گھٹیا قبول کر لیا یا وقت مطالبہ کے یہ کہا کہ ہمارے پاس گیہوں کا آٹا اسوقت نہیں ہے اسکے عوض گھی کا لیلو خواہ کم یا زیادہ اور دوسرا رضامند ہو گیا اور جس وقت یہ رضامندی باہمی ہوئی ہے اسی وقت حساب بیباق کر دیا تو جائز ہے اگر بعد اس رضامندی کے نصف کا عوض غیر جنس سے دیا گیا اور نصف حق باقی رہا تو جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی شخص کے پاس بقدر نصف کے غیر جنس موجود ہو تو چاہیئے کہ کل کے معاوضہ میں غیر جنس نہ ٹھیراویں بلکہ یوں کہیں کہ تم اپنے نصف حق واجب کے عوض یہ غیر جنس لے لو اور نصف کا مطالبہ بدستور باقی و قدیم رہیگا۔ پھر اس نصف کے عوض اگر عین جنس دینا چاہیں تب تو کچھ کلام ہی نہیں اور اگر غیر جنس دینا چاہیں تو اسکے لیئے رضامندی جدید کی ضرورت ہوگی اور اسکے لیئے بھی ضرور ہوگا کہ جس وقت باہمی رضامندی ہوئی ہے اسی وقت بیباق کر لیا جاوے غرض یہ کہ کل حق کے عوض غیر جنس کا طے ہو جانا اور پھر کچھ وصول ہونا اور کچھ رہ جانا جائز نہیں *

مسئلہ اکثر دستور ہے کہ سرسوں کے بدلے سرسوں کا تیل لیتے ہیں سو اس کا حکم یہ ہے کہ سرسوں میں جو تیل نکلے گا اگر وہ بالیقین اس تیل سے کم ہو تب تو یہ مبادلہ درست ہے اور اگر وہ تیل سرسوں میں سے نکلنے والا اس تیل سے زیادہ ہو یا برابر ہو یا برابری اور کمی بیشی کا حال معلوم نہ ہو تو یہ مبادلہ درست نہیں اور اگر ایسا ہی بدلنا ضروری ہو تو اسکے جواز کا حیلہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا یعنی سرسوں کو بعوض روپیہ یا پیسوں کے خرید کیا جاوے پھر اُن پیسوں یا روپیے کا تیل خرید لیا جاوے گو یہ روپیہ پیسہ نقد نہ دیا جاوے محض زبانی معاملہ بھی درست ہو جاویگا۔

مسئلہ اکثر بنکوں میں لین دین سود کا ہوتا ہے اسمیں روپیہ داخل کرکے حصہ دار بن کر اس کا نفع لینا درست نہیں کیونکہ کارکنان بنک مالکان روپیہ کے وکیل ہیں اور وکیل کا فعل مثل فعل موکل ہے گویا اس روپیہ والے نے خود لین دین سود کا کیا البتہ جس کارخانہ میں سود کا لین دین نہو اور نہ کوئی فاسد معاملہ ہو اس سے معاملہ مضاربت کرنا درست ہے ٭

مسئلہ بعض لوگ سودی بنکوں میں روپیہ امانتاً جمع کر دیتے ہیں اور اس کا نفع نہیں لیتے سو چونکہ بالیقین بنک میں روپیہ بعینہٖ محفوظ نہیں رہتا کاروبار میں لگا لگا رہتا ہے اس لئے وہ امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور گو اس شخص نے سود نہیں لیا مگر سود لینے والوں کی اعانت قرض سے کی اور یہ اعانت گناہ کی گناہ ہے اسلئے روپیہ داخل کرنا بھی درست نہیں۔

مسئلہ بعضے لوگوں نے اپنا روپیہ جو کسی تجارت کی کوٹھی میں جمع کیا ہے کم یا زیادہ روپے کے عوض دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں اسمیں دو خرابیاں ہیں ایک تو یہ کہ دست بدست نہیں اور دوسرے برابر سرابر نہیں اور روپے کے عوض جو روپیہ فروخت کیا جاوے اس میں یہ دونوں امر شرط ہیں اسلئے یہ جائز نہیں البتہ اگر برابر سرابر روپیہ کے مقابلہ میں بیع ہو جائے تو بتاویل حوالہ یہ معاملہ درست ہوا اور جو نوٹ بکتا ہے وہ بیع حقیقت میں حوالہ ہو وہ بھی اسی شرط سے درست ہے کہ جتنے کا نوٹ ہے اتنے ہی کو فروخت ہو ورنہ کمی بیشی میں سود ہو جائیگا ٭

قاعدہ ضروریہ۔ قرض دینے والے کو قرض لینے والے سے قرض کے دباؤ یا رعایت سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسی کو کچھ قرض دے پھر وہ قرض لینے والا اس شخص کو
کچھ ہدیہ دے یا گھوڑے وغیرہ پر سواری دے تو اس شخص کو نہ چاہیے کہ سوار ہوا ور نہ ہدیہ
قبول کرے ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں اس قسم کے رسوم جاری ہوں تو مضایقہ
نہیں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور انھی سے روایت
ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے
تو اس کو چاہیئے کہ کوئی ہدیہ نہ لے روایت کیا اسکو بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح ہے
منتقی میں اور ابو بردہ بن ابو موسی سے روایت ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور عبداللہ بن
سلام سے ملا اور انھوں نے فرمایا کہ تم ایسی سرزمین میں رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے
تو جب کسی شخص کے ذمے تمہارا کچھ حق چاہتا ہو اور وہ تمہارے پاس بھوسہ یا جو یا گھاس
کی گٹھری بھیجے تو تم اس کو مت لینا کیونکہ یہ سود ہے روایت کیا اس کو بخاری نے یہ تینوں
حدیثیں مشکوٰۃ سے نقل کی گئیں اس قاعدے سے بہت سے مسایل معلوم ہوسکتے ہیں
بطور تمثیل کے بعضے مذکور ہوتے ہیں **مسئلہ** بعض مقروض دکاندار بوجہ رعایت قرض
کے قرضخواہ کو بلا نفع سودا دیتے ہیں قاعدہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ یہ درست نہیں **مسئلہ**
اسی قاعدہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ زمینداروں میں جو ایک عام عادت ہے کہ زمین صحرائی یا
مکان رہن رکھکر اس سے منتفع ہوتے ہیں ہرگز جایز نہیں اور بعض کتابوں کی عبارت سے
جو شبہ پڑ گیا ہے وجہ اسکی غلط فہمی ہے مقصود اس عبارت سے اباحت انتفاع نہیں ہے کیونکہ
یہ قاعدہ مذکورہ کے خلاف ہے جس کو جمیع فقہا قبول کرکے یہ کلیہ مقرر کر چکے ہیں کل قرض
جر نفعا فہو ربوا بلکہ معنی اس عبارت کے یہ ہیں کہ بدون اذن راہن کے اگر مرتہن منتفع ہو تو
اسپر بوجہ غاصب ہونیکے ضمان لازم آتا ہے اذن دینے سے ضمان لازم نہیں آویگا سو ضمان لازم

نہونیسے مباح وحلال ہونا ثابت نہیں ہوتا دیکھیے چور کا ہاتھ کاٹا جانا ضمان کو ساقط کردیتا ہے مگر سرقہ کو مباح وحلال نہیں کرتا چنانچہ ہدایہ اور اُسکے حاشیہ غایۃ البیان کی عبارت نقل کیجاتی ہے

ولیس للمرتہن ان ینتفع بالرہن لا باستخدام ولا سکنی ولا لبس الا ان یاذن لہ المالک لان لہ حق الحبس دون الانتفاع ولیس لہ ان یبیع الا بتسلیط من الراہن ولیس لہ ان یوجر ویعیر لانہ لیس لہ ولایۃ الانتفاع بنفسہ فلا یملک تسلیط غیرہ فان فعل کان متعدیا ولا یبطل عقد الرہن بالتعدی (ہدایہ) لان المالک رضی بحبسہ لا بانتفاع فاذا استعمل بوجہ من الوجوہ کان غاصبا وضمن قیمتہ بالغۃ ما بلغت فان کان باذن المالک فلا ضمان علیہ لان الحجر لحقہ وقد رضی بہ (غایۃ البیان) قلت قد سلک الاستخدام والسکنی واللبس والبیع والاجارۃ والاعارۃ فی سلک واحد حیث اجاز کل واحد منہا باذن المالک و ظاہرانہ لا یباح ثمن المرہون بعد بیعہ مع بقاء اصل الدین فکذلک حکم سائر ما ذکر۔ اور اگر کسی عبارت میں حلت یا اباحت کا لفظ پایا جاوے تو وہ اس صورت میں ہو کہ وقت عقد کے نہ انتفاع کی شرط ٹھیری ہو نہ وہاں اس کا رواج ہو نہ قرض کا دباؤ ہو ابتداءً واتفاقاً وتبرعاً اجازت انتفاع کی ہو جاوے ایسی حالتمیں انتفاع درست ہو لیکن اس صورت میں وہ شے رہن سے خارج ہو جاویگی محض عاریت رہجائیگی چنانچہ اگر حالت استعمال میں وہ شے تلف یا خراب ہوجاوے تو ضمان لازم نہ آویگا اور قرضہ میں محسوب نہو گا۔ قلت وعلیہ یحمل حدیث الظہر یرکب بنفقتہ الخ اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے۔ بعض لکھے پڑھے لوگ اس آفت میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہر بلا سے محفوظ رکھے **مسئلہ** زمینداروں میں ایک معاملہ بنام بیع بالوفا کے مشہور ہے اور اس لفظ کا استعمال دو صورتوں میں کرتے ہیں جنمیں ہر ایک کا جدا حکم ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تم ہماری زمین یا مکان یا باغ سو روپے کیعوض میں رکھ لو اگر ایک سال کے اندر مثلاً میں نے زر رہن ادا کردیا تو اپنی زمین وغیرہ واپس کرلونگا اور اگر اس مدت کے

اندر روپیہ نہ دیگا تو بس اسی روپیہ میں تمہارے ہاتھ بیع ہے اس صورت کو بعضے عوام بیع بالوفا
کہتے ہیں مگر فقہا کے کلام میں جو یہ لفظ مستعمل ہے اس سے یہ صورت مراد نہیں بلکہ اگلی صورت
مراد ہے بہرحال اس کا نام جو کچھ بھی رکھا جاوے حکم اس کا یہ ہے کہ یہ معاملہ بالکل باطل اور حرام
ہے بلکہ بوجہ تعلیق الملک بالخطر کے قمار میں داخل ہے جس کی حرمت قرآن مجید میں منصوص
ہے اور خاص اس صورت کی ممانعت حدیث شریف میں آئی ہے عن سعید بن المسیب ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرہن من صاحبہ الذی رہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ
رواہ الشافعی مرسلاً وروی مثلہ ومثل معناہ لا یخالفہ عنہ عن ابی ہریرۃ متصلاً (مشکوٰۃ المصابیح)
کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے ذکر الکرخی عن السلف کطاؤس وابراہیم وغیرہما انہم اتفقوا علی ان المراد
لا یحبس الرہن عند المرتہن احتباساً لا یمکن فکاکہ بان یکون مملوکا للمرتہن والدلیل علیہ ماروی
عن الزہری ان اہل الجاہلیۃ کانوا یرتہنون ویشترطون علی الراہن انہ ان لم یقض الدین
الی وقت کذا فالرہن مملوک للمرتہن فابطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک بقولہ
لا یغلق الرہن وقیل لسعید بن المسیب ہو قول الرجل ان لم یأتک بالدین الی وقت کذا فالرہن
بیع بالدین فقال نعم اھ۔ دوسری صورت جو بعض کتب فقہیہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ رہن کیا ہی نہیں
بلکہ اول ہی سے بیع کر دیا مگر مشتری سے جداگانہ وعدہ لے لیا یعنی بیع کے اندر شرط نہیں لگائی
بلکہ بیع سے علیحدہ مستقل وعدہ لے لیا کہ ہم اگر ایک سال کے اندر تمکو زر ثمن واپس کر دیں تو تم اس بیع
کو فسخ کر کے یہ شئے مبیع ہمکو واپس دیدینا یہ صورت متقدمین علماء کے نزدیک تو جائز نہیں کیونکہ
اصل مقصود رہن کرنا ہے بیع کا محض حیلہ ہے صرف اس غرض کیلئے کہ منافع مرہون کے جائز ہو
جائیں اور اگر بیع ہی کہا جاوے تب بھی مشروط ہے شرط فاسد کے ساتھ کیونکہ گو لفظوں میں
اس معاہدہ کو صیغہ بیع سے جدا کر دیا گیا ہو تاہم جانبین کا مقصود تو یہی ہے کہ بیع میں یہ شرط

داخل ربا ہی یہی وجہ ہے کہ مشتری اگر وعدہ خلافی کرے تو آپس میں تکرار ہوتا ہے اور متاخرین
نے کچھ تاویلیں کرکر اس صورت کو جایز کہدیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ بعض سودخواروں نے یہ حیلہ نکالا ہے کہ ان کے پاس کوئی شخص قرض
مانگنے آیا انھوں نے ایک رومال میں سو روپے باندھکر کہا کہ یہ مجموعہ ایک سو پانچ روپے کا
ہے سو روپے کے عوض سو روپیہ اور رومال کے بدلے پانچ روپے دوسرے شخص نے
قبول کرلیا اور ادا کرتے وقت ایک سو پانچ روپے دیدیا یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اصل
مقصود یہ ہے کہ سو روپے کے عوض ایک سو پانچ روپے لوں رومال کی بیع ہرگز مقصود
نہیں محض حیلہ کیلئے صورت بیع کی اختیار کی ہے اور اگر بیع کو مقصود بھی مان لیا جاوے
تب بھی چار پیسہ کا رومال پانچ روپے کو صرف اسی دباؤ سے خریدا ہے کہ اگر نہیں خریدتے
تو قرض نہیں ملتا اور اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے کہ جو نفع قرض کے دباؤ سے حاصل
ہو وہ سود ہے اسکی ممانعت حدیث شریف میں صاف آئی ہے قوله صلے اللہ علیہ وسلم
لایحل سلف وبیع الخ مشکوٰۃ عن الترمذی وابی داؤد والنسائی۔ اسی طرح جس جگہ چاندی کو
چاندی کے بدلے یا سونے کو سونے کے بدلے کم یا زیادہ کرکے بیچنا منظور ہو مگر حیلہ جواز کیلئے کم
جانب میں ایک پیسہ یا ایک پائی مثلاً ملالیں کہ جس کی قیمت اسقدر نہو جسقدر دوسری طرف
زیادہ مال ہے یہ بھی مکروہ ہے کذا فی الہدایہ اور معاملات میں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے
کذا قالوا امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میرے دلمیں ایسی بیع پہاڑ کے برابر گراں معلوم ہوتی ہے کذا فی
فتح القدیر اسی طرح ایک صورت بیع عینہ کی ہے وہ یہ ہے کہ زید نے عمرو سے دس روپے قرض مانگے
عمرو نے کہا کہ قرض تو نہیں دیتا مگر ہاں دس روپے کا مال بارہ روپے میں مثلاً لیجاؤ اور
دس روپے کو کسی کے ہاتھ فروخت کرکے اپنی کارروائی کرلو۔ اور جب تمہارے پاس ہو بارہ روپے

زر ثمن مجھکو ادا کر دینا یہ بھی مکروہ ہے کذا فی الھدایہ۔ سُود خواروں نے یہ صورت اختراع کی ہے کذا فی الکفایہ۔ امام محمدؒ نے اسکے حق میں بھی وہی الفاظ فرمائے ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور حدیث شریف میں بھی اسکی مذمت آئی ہے اور پیشین گوئی فرمائی گئی ہے کہ جب تم ایسا کروگے ذلیل وخوار ہوجاؤگے اور غیر قومیں تم پر غالب آجائیں گی کذا فی القدیر۔

مسئلہ بعض لوگوں نے مرہون سے منتفع ہونیکا یہ حیلہ نکالا ہے کہ مثلاً اسی روپے کو ایک زمین رہن رکھی اور راہن سے یہ شرط ٹھیرائی کہ یہ زمین ہمکو ایک روپیہ سالانہ کرایہ پر دیدو اور کرایہ زر رہن میں وضع ہوتا رہیگا یہاں تک کہ اسی برس میں کل روپیہ ادا ہوجائیگا اور زمین چھوڑ دی جائیگی اور اس کے قبل چھوڑانا چاہیں تو اسی حساب سے جس قدر روپیہ باقی رہیگا وہ لیکر چھوڑ دینگے چونکہ ایک روپیہ سالانہ کرایہ پر زمین کا دینا محض اس قرضہ کے دباؤ سے ہے اور اوپر یہ قاعدہ معلوم ہوچکا ہے کہ جو رعایت بوجہ قرضہ کے ہو وہ حرام ہے اسلئے یہ معاملہ حرام اور یہ انتفاع خبیث ہوگا۔

سلم یعنی بدنی کا بیان

اسکے جواز کی چند شرطیں ہیں۔ روپیہ پورا پیشگی دیا جائے جس چیز پر معاملہ ٹھیرا ہے اسکی حالت ایسی مصرح اور مشرح طور پر بیان کردی جاوے کہ پھر احتمال اختلاف کا نہ رہے۔ نرخ اسکا معین ہوجائے مثلاً کہا جائے کہ بیس سیر یا پچیس سیر کے حساب سے لیں گے اور اگر یوں کہا کہ جو نرخ اُسوقت ہوگا اُس سے پانچ سیر مثلاً زیادہ لیں گے یہ جایز نہیں۔ اگر اس چیز کے لادنے اُٹھانے میں مشقت ہو تو اسکے ادا کرنے کی جگہ بھی بیان ہونا چاہئے۔ مثلاً غلہ خرمن میں لیا جائیگا یا بائع کے مکان پر لیا جائیگا یا مشتری کے مکان پر پہنچا دیا جائیگا۔ کم از کم ایک ماہ کی میعاد مقرر ہونا

مسئلہ مردوں کو ریشمی کپڑے پہننا حرام ہے۔ اسی طرح لڑکوں کو پہنانا۔ البتہ چار انگل چوڑی سنجاف ریشمی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر پھول بوٹے پان وغیرہ ریشم کے بنے ہوئے ہیں مگر کوئی پھول بوٹا چار انگشت سے زیادہ نہ ہو جائز ہے اور کلابتوں کا حکم بھی یہی ہے کہ چار انگشت تک اجازت ہے زیادہ ممنوع ہے۔

مسئلہ مخمل یعنی جس کپڑے پر ریشم کا رواں جمایا ہو مثل ریشم کے ہے سب احکام مذکورہ میں۔

مسئلہ اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو درست نہیں اور اگر تانا ریشم بانا سوت ہو اسکا پہننا درست ہے۔

مسئلہ چاندی سونے کے بوتام یعنی بٹن اور گھنڈی لگانا جائز ہے۔

مسئلہ مردوں کو انگوٹھی بجز چاندی کے جس کی مقدار وزن چار ماشہ سے کم ہو درست نہیں اور عورتوں کو سونے کی بھی جائز ہے اسی طرح عورتوں کے لئے گلٹ وغیرہ کا زیور جائز ہے۔

مسئلہ بعض جگہ ایسا بُرا رواج ہے کہ عورت سے عورت بالکل پردہ نہیں کرتی برہنہ ہو کر کمر وغیرہ ملوالیتی ہیں یہ حرام ہے البتہ ناف سے گھٹنے تک اگر کپڑا لپٹا ہو اس حالت میں عورت کو عورت کا باقی بدن دیکھنا جائز ہے۔

مسئلہ کافر اور فاسق عورت سے بھی عورت کو مثل مرد اجنبی کے پردہ کرنا واجب ہے یعنی بجز چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹے تک اور دونوں پاؤں ٹخنے کے نیچے تک باقی بدن سر و بازو وغیرہ کھولنا اسکے روبرو ناجائز ہے۔

مسئلہ بعض عورتیں اپنے خالہ زاد یا پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہم کے روبرو سر کھلے یا چھوٹی آستینیں پہنے ہوئے یا باریک کپڑے پہنے یا عطر یا خوشبو لباس یا سر میں لبائے ہوئے آجاتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔

مسئلہ۔ زید کا قرض بذمے عمرو واجب ہے اور وہ اس کو حرام آمدنی سے ادا کرنا چاہتا ہے اور زید کو معلوم ہے تو اُس کے لئے حلال نہو گا اسی طرح حرام آمدنی والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا اور اُسی آمدنی سے قیمت لینا یا ایسے شخص کا کوئی کام کر کے ایسی آمدنی سے اُجرت لینا ان سب کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ غلہ خرید کر بھر رکھنا اور باوجود مخلوق کو تکلیف پہنچنے کے نہ بیچنا اور زیادہ گرانی کا منتظر رہنا حرام ہے۔

مسئلہ اس زمانہ میں بعض لوگوں نے پیرزادگی کو بھی ایک پیشہ بنالیا ہے کچھ مصنوعی تعویذ گنڈے یاد کر لئے دو چار شعبدے سیکھ لئے ٹھگنے کو پیری مُریدی بھی شروع کر دی مُریدوں سے فصلانہ اور دوسرے شخصوں سے بذریعہ مکروفریب کے متفرق آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ یہ پیشہ بدترین سب پیشوں کا ہے اور حرام ہے البتہ اگر تعویذ و نقش موافق شرع کے ہو اور کوئی دھوکہ بازی نہ کی جائے اس پر اجرت لینا جائز ہے اور اگر کسی شیخ کامل نے پیری مُریدی کی اجازت دی ہو بغرض ارشاد و ہدایت مرشد کے بیعت لینا بھی درست ہے اور جو خلوص سے کچھ دے قبول کرنا بھی درست ہے مگر دنیا کے کمانے کیلئے یہ بھی نادرست ہے۔

پانی کے احکام

مسئلہ کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کیلئے پانی لینے سے یا دس پانچ گھڑے بھر کر اپنے گھر کے ایک آدھ درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں سب کا حق ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائیگا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ قریب ہی یا اس کا کام بند ہو جائیگا اور تکلیف ہوگی اگر اسکی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنوئیں والے سے کہا جائیگا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنوئیں پر آنے کی اجازت دو ورنہ اسکو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا خود نکلوا کر اسکے حوالہ کرو البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں اس سے ممانعت کر سکتا ہے یہی حکم ہے خود رو گھاس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں البتہ تنہ دار درخت زمین والے کا مملوک ہے۔

مسئلہ اگر ایک شخص دوسرے کے کنوئیں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔

مسئلہ جو پانی برتن یا مشک میں بھر لیا جائے اسمیں دوسرے شخص کا کوئی

استحقاق نہیں البتہ اگر پیاس سے بیقرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی حاجت سے زائد موجود ہو اور بقیمت بھی ند یتا ہو۔

نشہ دار چیزوں کا بیان

مسئلہ جو چیز پتلی بہنے والی نشہ دار ہو خواہ شراب ہو یا تاڑی یا اور کچھ اور اسکے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہو اسی طرح دواسی استعمال کرنا۔ خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصل ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے یہاں سے انگریزی دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جن میں اکثر اس قسم کی چیزیں ملائی جاتی ہیں۔

مسئلہ اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو جائفل افیون وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لاوے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے اور اگر ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔

رہن کا بیان

مسئلہ مرہون چیز سے مرتہن کا منتفع ہونا اگرچہ باجازت راہن ہو جیسا آج کل رواج ہے حلال نہیں اس کا پورا بیان مسایل سود میں گذر چکا ہے۔

مسئلہ اگر زید نے عمرو سے کوئی زیور یا برتن وغیرہ عاریت لیکر رہن کر دیا اور عمرو

اپنی ضرورت سے مرتہن کو روپیہ دیکر وہ شے چھوڑا لا یا تو عمرو اس روپے کا مطالبہ
زید سے کر سکتا ہے۔

مسئلہ بعضے لوگ حق مرتہنی کو بیع کر دیتے ہیں یہ بالکل باطل ہے۔ اوّل تو حق مرتہنی کوئی چیز قابل بیع نہیں دوسرے مرتہن کو کوئی تصرف کرنا مرہون میں جائز نہیں البتہ اگر راہن رضامند ہو تو اُس کی یہ صورت ہے کہ مرتہن ثانی بقدر زر رہن کے راہن کو قرض دیدے اور وہ مرتہن اوّل کو یہ روپیہ دیکر اپنا رہن چھوڑا لے اور پھر اسکو مرتہن ثانی کے پاس بعوض اسکے قرضہ کے رہن رکھدے۔

وصیّت اور میراث کے احکام

مسئلہ تجہیز و تکفین بطریق متوسط و ادائے دیون سے جس میں مہر بھی داخل ہے جو بچے اسکی تہائی تک وصیت جائز ہے زائد میں باطل ہے البتہ بالغ ورثہ صرف اپنے حصہ میں زائد کی اجازت دیسکتے ہیں اور نابالغ کے حصہ میں نہ تو بالغوں کو حق اجازت ہے نہ خود نابالغ کی اجازت معتبر ہے۔

مسئلہ اسی طرح جس شخص کو کچھ میراث ملے گی اُس کو کچھ زیادہ دینے کے لئے وصیت کرنا باطل ہے اور بالغ ورثہ کی اجازت اپنے حصہ میں یہاں بھی درست ہے

مسئلہ وصیت کرکے اُس سے رجوع کر لینا اور اُسکو منسوخ کر دینا جائز ہے۔

مسئلہ مرض الموت میں یعنی جس بیماری میں یہ شخص جانبر نہو ہبہ کرنا یا قرض معاف کرنا یا بہت ارزاں قیمت پر کوئی چیز فروخت کرنا الخ یہ سب وصیت ہے نہ ثلث سے زائد میں جائز اور نہ وارث کے لئے جائز اس سے معلوم ہوا کہ اکثر عورتیں مرنے کے

وقت جو خاوند کو مہر معاف کر دیتی ہیں بالکل لغو ہے البتہ اس عورت کے بالغ وارث اگر جائز رکھیں تو انکے حصہ میں معافی ہوجائیگی۔

مسئلہ بعد تقدیم مصارف تکفین و ادائے قرض و انفاذ وصیت جو مال بچے وہ سب ورثہ کا حق مشترک ہے خواہ کپڑا ہو یا برتن یا کتابیں یا اثاث البیت یا روپیہ یا جائداد سب مشترک ہے ایک شخص کو اس میں تصرف کرنا خواہ اپنے قبضہ و استعمال میں لاکر خواہ دوسرے کو ثواب کیلئے یا دنیا کی مصلحت کیلیے دیکر بالکل ناجائز ہے اگر ایسا کیا جس طرح ہندوستان میں عام رواج ہے کہ بعد میت کے جو سرپرست خاندان ہوتا ہو وہ کچھ ایصال ثواب کے نام سے کچھ فضول رسموں میں اس ترکہ میں سے صرف کرتا ہے۔ سو ایسا کرنے سے اس شخص کو اپنے حصہ میں سے تمام روپیہ بھرنا پڑیگا البتہ بالغ ورثہ کے اتفاق سے جو صرف ہو وہ ان سب کے حصہ پر پڑیگا اور جن کی صاف اجازت نہیں یا جو نابالغ ہیں انکا حصہ تقسیم میں پورا دینا پڑیگا فقط

وما حکام الخاتمۃ لختم الکتاب والی اللہ المرجع والمآب - الحمد للہ تعالیٰ - کل آج ۱۳ صفر ۱۳۱۳ ہجری کو اس کی تبییض سے فراغت ہوئی اور مسودہ اس کا غالبًا ایک سال سے زاید زمانہ ہوا کہ لکھا گیا تھا واقعات اتفاقیہ سے اس قدر توقف واقع ہوا۔ اللہ تعالےٰ اس کو مقبول و نافع فرما دے بحرمۃ رسولہ وحبیبہ سیدنا محمد خاتم النبیین و امام المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ جمیع اخوانہ من النبیین وعلےٰ آلہ واصحابہ اجمعین وجعلنا فی زمرتہم فی یوم الدین ؁

تمام شد

خیر خواہانہ تنبیہ

رسالہ ہذا کے خطبہ میں تصحیح معاملات کا اہم اجزائے دین سے ہونا اور اسمیں کم توجہی کا گلہ عرض کیا گیا ہے آخر میں اس تصحیح معاملات کے اعظم ثمرہ کا کہ اکل حلال ہے بتلانا اور غذائے حلال کے برکات اور غذائے حرام کے ظلمات کا جتلانا مناسب معلوم ہوا اسلئے پانچ احادیث نبویہ کا خلاصہ ترجمہ اور سات شعر مثنوی معنوی اور پندرہ شعر نان وحلوا کے جو اس مضمون کی شہادت دیتے ہیں حوالہ قلم ہوتے ہیں تاکہ ناظرین کو عبرت و توجہ ہو اور غفلت مبدل بہ تنبیہ ہو مسند احمد و شعب الایمان بیہقی اور سنن دیلمی میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چار ارشادات روایت کئے گئے ہیں۔ انکا حاصل یہ ہے کہ کسب حلال بھی نماز روزہ فرائض کے بعد فرض ہے اور کسب حلال سے آدمی مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور ایک لقمہ حرام بھی جو منہ تک جاتا ہے اسکے وبال سے چالیس روز تک دعا قبول نہیں ہوتی اور اگر دس درم کی پوشاک میں ایک درم یعنی چار آنہ کے قدر بھی حرام مال ہو تو جبتک وہ لباس ان پر رہتا ہے نماز نہیں قبول ہوتی اور حرام مال سے نہ صدقہ خیرات قبول ہوتا اس سے خرچ کرنے میں برکت ہو اور جو مرے پیچھے چھوڑ جائے وہ اسکو دوزخ میں لیجانے کیلئے رہبر ہو جاتا ہے اور جو بدن حرام مال سے پلا ہو وہ جنت میں نہ جاویگا بلکہ دوزخ ہی کے لایق ہے +

اشعار

لقمہ کو نور افزود و کمال ... آں بود آوردہ از کسب حلال
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال ... عشق و رقت آید از لقمہ حلال
چوں ز لقمہ تو حسد بینی و دام ... جہل و غفلت زاید آنرا داں حرام
ہیچ گندم کاری و جو بر دہد ... دیدہ اسپے کہ کرہ خر دہد
لقمہ تخم است و برش اندیشہا ... لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
زاید از لقمہ حلال اندر دہاں ... میل خدمت عزم رفتن آں جہاں
زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور ... در دل پاک تو و در دیدہ نور

چند مال مشتبه آری بکف
تا که باشی نرم پوش و خوش علف

عاقبت سازد ترا از دین بری
این تن آرائی و این تن پروری

لقمہ کاید از طریق مشتبہ
خاک خور خاک و برآن دندان منہ

کاہلت را در راہ دین مفتون کند
نور عرفان از دلت بیرون کند

لقمۂ نانی کہ باشد شبہ ناک
در حریم کعبہ ابراہیم پاک

گر بدست خود فشاندی تخم آن
در نگاہِ چرخ ماندی تخم آن

ور بمرفوع حصادش داس کرد
ور بسنگ کعبہ اش دست آس کرد

ور ز آب زمزمش کردے عجین
مریم آئین پیکرے از حور عین

ور بخواندی بر خمیرش بے عدد
فاتحہ یا قل ہو اللہ احد

ور بود از شاخ طوبے آتشش
ور بود روح الامین ہیزم کشش

ور تو برخوانی ہزاراں بسملہ
بر سر آن لقمہ چہ ولولہ

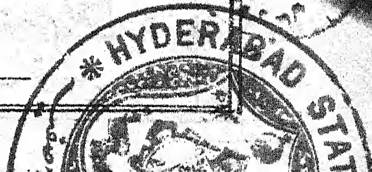
عاقبت خاصیتش ظاہر شود
نفس زاں لقمہ ترا قاہر شود

در رہ طاعت ترا بیجاں کند
خانۂ دیں ترا ویراں کند

در دو دینت گر بود لے مرد راہ
چارۂ خود کن کہ دینت شد تباہ

از ہوس بگذر رہا کن کش و فش
پا ز دامانِ قناعت بر مکش

اشعار بالامیں حلال غذا کے جو خواص مذکور ہیں یہ ہیں۔ نور کمال علم حکمت عشق خیالات نیک نیت حضور قلب اور حرام غذا کے یہ آثار ہیں۔ دوری از دین سلب عرفان غلبہ نفس۔ کم ہمتی در طاعت۔ بربادی دین۔ اور اشعار میں جو علاج اس حرام کی ہوس سے بچنے کا بتلایا ہے وہ قناعت ہے اور اپنی خوراک و پوشاک و اخراجات میں سادگی و اختصار کرنا اور تکلفات و آرائش و نمائش کو ترک کرنا۔ پس لازم ہے کہ وعیدات و آثار مذکورہ پر نظر کرکے جلدی بطریق مذکور علاج کریں فقط



تالیفات حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ گنگوہی

امداد السلوک ترجمہ رسالہ مکیہ جو تصوف کا ایک مستند رسالہ ہے جو مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی نے اوائل شباب میں بارشاد حضرت حافظ ضامن صاحب ترجمہ فرمایا تھا ۱۲؍

ہدایۃ الشیعہ ہادی علی لکھنوی شیعی کے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا جواب نہایت مدلل دیا ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ۲؍

زبدۃ المناسک ضروریات حج سب اسمیں درج ہیں مع محاورات عربی مروجہ ۳؍ و ۳؍

البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ رد بدعات تحقیق معانی سنت و بدعت و تفصیل دلایل ابطال بدعات مروجہ میں ایسی کتاب دیکھی نہ سنی جس کے قواعد کلیہ سے ہر شخص بدعت و سنت کو خود سمجھ لے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲؍

سبیل الرشاد مسایل مختلفہ اہلحدیث و حنفیہ جہر آمین و فاتحہ خلف الامام و تقلید وغیرہ کی تحقیق میں جسکو موافقین و مخالفین دونوں نے تسلیم کیا ہے جدید طبع اردو ۱۰؍

لطائف رشیدیہ استفسارات متعلقہ آیات قرآنی مع پردہ مروجہ مستورات ہند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰؍

کراہت جماعت ثانیہ ۔ تکرار جماعت کی کراہت ۔ ۔ ۔ ۱۰؍

رسالہ تراویح بیس رکعت تراویح کا احادیث صحیحہ سے ثبوت اور غیر مقلدین کا رد ۔ ۔ ۔ ۔ ۱؍

رسالہ جمعہ ۔ اہلحدیث کے فتوے کا ثبوت جمعہ در قریٰ کا جواب ۱؍

رسالہ وقف ۔ اوقاف قرآنی کا احادیث سے ثبوت ۔ ۱۰؍

فتوے ظہر احتیاطی احتیاط الظہر بعد الجمعہ کی تردید ۔ ۔ ۔ ۱۰؍

ہدایۃ المعتدی عدم جواز قرأت خلف الامام میں ہی ایک سالہ ہے جسکو مخالفین نے بھی پسند کیا ہے ۲؍ ۲؍

فتوی میلاد مع دیگر علمائے معتبر کے مولد شریف کے حسن و قبح کا بیان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱؍

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہم

ضیاء القلوب ۔ ۔	۳؍	جہاد اکبر ۔ ۔ ۔	۱؍
غذائے روح ۔ ۔	۳؍	ارشاد مرشد ۔ ۔ ۔	۱۰؍
گلزار معرفت مع قصیدہ	۲؍	دردنامہ غمناک ۔ ۔	۔؍
مثنوی تحفۃ العشاق	۱۰؍	فیصلہ وحدت الوجود ۔	۱۰؍
کلیات امدادیہ ۔ ۔	۱۱؍	تصفیۃ القلوب ۔	۴؍

تالیفات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

انتصار الاسلام و گفتگوی مذہبی یہ دونوں رسالہ دلایل حقانیت اسلام میں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲؍ ۳؍

قصاید قاسمیہ / **فیوض قاسمیہ** حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط و قصاید عربی و فارسی و اردو ۔ ۲؍

تحفہ لحمیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ؍

مباحثہ شاہجہانپور ۔ مابین مولینا محمد قاسم و پادری اسکاٹ مفسر انجیل و پادری نولس و پنڈت دیانند و منشی اندرمن صاحبان ۲؍

تالیفات حضرت مولانا محمود حسن صاحب دام ظلہم مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

احسن القریٰ ۔ یہ اگرچہ بحث جمعہ قریٰ میں ہے مگر الحمد للہ بہت سے مباحث غیر مقلدین کیلئے کار آمد اور مفید ہیں ۔ ۔ ۱۲؍ و ۱۰؍

جہد المقل فی تنزیہ المعز والمذل جیسے کہ کتاب احسن القریٰ رد غیر مقلدین میں کافی اور وافی اور عجیب غریب ہے ایسے ہی رد اہل بدعت میں یہ کتاب کافی و وافی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲؍

مرثیہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۱؍

متفرقات

چہل حدیث ۔ ۔	۲؍	ہدایات الاضاحی ۔	۔؍
تفسیر تبارک ۔ ۔	۴؍	مناجات احمد حسن ۔	؍

المشتہر

بندہ محمد مجتبیٰ عفا عنہ مہتمم کتب خانہ مدرسہ اسلامیہ مظاہر العلوم سہارنپور

حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کی تالیفات

بہشتی زیور

یہ رسالہ حضرت مولنا ممدوح صاحب نے عورتوں کیلئے خصوصاً اور مردوں بچوں سب کے دین اور دنیا کی اصلاح کیواسطے تالیف فرمایا ہے۔ اس رسالہ کے کل دس حصے ہیں اور ایک تتمہ مسمّی بہشتی گوہر ہے جس کو گیارہواں حصہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

فہرست مضامین ہر حصہ کی درج ذیل ہے

حصہ اول } الف - با - تا - خط لکھنے کا طریقہ۔ عقاید ضروریہ مسایل وضو و غسل وغیرہ۔ قیمت - ۳ر

حصہ دوئم - حیض و نفاس کے احکام نماز پنجگانہ کے مسئلے - ۳ر

حصہ سوم } روزہ۔ زکوٰۃ - قربانی - حج منت قسم - لباس وغیرہ کے احکام - - - - - ۳ر

حصہ چہارم - نکاح و طلاق کے احکام - - - ۳ر

حصہ پنجم } بیع و شراء معاملات کے مسایل حقوق اہل حقوق و طریقہ ترتیب ادائے معاشرت روح و قواعد تجوید - ۳ر

حصہ ششم - اصلاح یا ابطال رسوم مروجہ قیمت - ۳ر

حصہ ہفتم } اصلاح باطن و تہذیب اخلاق و ذکر قیامت و جنت و دوزخ و وعدہ وعید - - ۳ر

حصہ ہشتم نیک بیبیوں کی حکایتیں وسیرۃ و خلق نبوی مع نتیجہ حکایات ۳ر

حصہ نہم - ضروریات ذرہ مختصر طبابت اور بچوں کی حفظ صحت ۳ر

حصہ دہم } ضروریات معاش کچھ حساب سلیقہ خانہ داری کچھ بیان نہر وپیشہ کا ادعیہ آسان طریقے گذر کرنیکے ضروری قواعد ذوالتجارۃ - - - - - - ۳ر

حصہ یازدہم - مسایل مخصوص مردوں کے معالجہ امراض وغیرہ ۸ر

نوٹ } واضح ہوکہ بہشتی زیور کو بہت سے کوتاہ اندیش اصحاب نے بجائے ۹ جز کے ۵ جز پر باریک خط پر طبع کرلئے ہیں اور قیمت وہی ۳ر رکھی ہے اس لئے فرمائش لکھتے وقت ۹ جز کا حوالہ ضرور دینا چاہئے ۔

اصلاح الرسوم تنبیہہ } جینے سے مرنے تک کی تمام رسموں شادی و غمی کی مدلل تردید - - - ۴ر

تعلیم الدین } ضروریات دین - نصائح - اشغال مراقبات مکاشفات وغیرہ - - - - ۵ر

تکمیل الیقین } احکام شرعیہ کی عقلی حکمتیں اور دلائل۔ اور فلسفیانہ شبہات کے جواب - - - ۵ر

مناجات مقبول } ادعیہ ماثورہ کی اردو نظم مع ادعیہ ماثورہ مترجم حاشیہ دار ۵ر بلا حاشیہ ۴ر

الاقتصاد - تقلید کیمتعلق منصفانہ تقریر جدید طبع - - ۳ر

جزاء الاعمال } عبادت سے دنیا کی منفعتیں اور گناہ سے دنیا کے نقصان - ۱ر

قصد السبیل الی المولی الجلیل } آئین سلوک یعنی تصوف کیمتعلق ایسے دستور العمل تحریر فرمائے ہیں کہ ہر شخص اس سے نفع اٹھا سکتا ہے ۱ر

صفائی معاملات } خرید و فروخت اجارہ وغیرہ معاملات کے مسایل - - - - - ۲ر

تیسیر المبتدی - فارسی و عربی کی صرف نحو بچوں کیلئے مفید ۴ر

اصلاح الخیال - نیچریہ خیالات کی تردید - - - ۲ر

فروع الایمان - ایمان خالص کی کسوٹی - - - - ۲ر

خطاب المسیح - مرزا قادیانی کے رد میں - - - ۱ر

حق السماع - راگ کے بارہ میں بحث - - - ۱ر

القول الصواب - پردہ مروجہ کا اثبات - - - ۱ر

فتاویٰ اشرفیہ - حصہ اول و دوم ۴ر ر ۶ر

مجموعہ اعمال قرآنی و عملیات جدیدہ	۴ر	اصلاح ترجمہ نذیریہ دہلویہ	۱ر
طریقہ مولد	۸ر	اصلاح ترجمہ حیرتیہ دہلویہ	۱ر
تجوید القرآن	۸ر	تحریر مع تعلیم الطالب	۱ر
القول البدیع	۲ر	حقوق الاسلام	۱ر
خاتمہ بالخیر	۱ر	تحقیق تعلیم انگریزی	۱ر
علاج القحط والوباء	۸ر	حفظ الایمان	[illegible]

شرالطیب فی خصائص الحبیب ﷺ (اسکا انگریزی ترجمہ بھی ہوگیا ہے) قیمت [illegible]

المشتہر منشی محمد یحییٰ تاجر کتب دینیہ متصل مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور